قربانی کے ایام واوقات

تلخیص

مولانا نثار عالم ندوی

ایفا پبلیکیشنز، نئی دھلی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب	:	قربانی کے ایام اوقات
تلخیص	:	مولانا نثار عالم ندوی
صفحات	:	۲۷
سن طباعت	:	۲۰۱۵ء
قیمت	:	

ناشر

ایفا پبلیکیشنز نئی دہلی

۱۶۱ – ایف، بیسمنٹ، جوگابائی، پوسٹ باکس نمبر: ۹۷۰۸

جامعہ نگر، نئی دہلی – ۱۱۰۰۲۵

فون: 011- 26981327

ای میل: ifapublication@gmail.com

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست

قربانی تعریف	۸
قربانی کی مشروعیت	۹
قربانی کی حکمت	۱۰
قربانی کا حکم	۱۰
قربانی کے صحیح ہونے کی شرطیں	۱۲
قربانی کے مکلف کے لیے شرطیں	۱۲
قربانی کا افضل وقت	۱۳
ایام قربانی کب تک ہے؟	۱۴
قربانی کے کچھ اہم ضروری مسائل	۱۵
قربانی کا وقت گزرجائے تو کیا کرے؟	۱۷
قربانی کے لیے وقت نفس وجوب کا سبب ہے یا وجوب ادا کا؟	۱۷
ایام قربانی میں مقام قربانی کا اعتبار ہوگا یا اس مقام کا جہاں قربانی کرنے والا مقیم ہو؟	۱۹
اسلامک فقہ اکیڈمی کا فیصلہ	۲۱
فقہ اکیڈمی کے فیصلے قرآن وحدیث واقوال ائمہ کی روشنی میں	۲۱
قربانی کے ایام ختم ہوجانے کے بعد قربانی کی قضاء؟	۲۴
دیار عید میں قربانی کے سلسلہ میں ایک ہدایت	۲۵

☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مذہب اسلام کا حسن اور خوبی ہے کہ اس نے انسانی فطرت کا بھر پور خیال کیا ہے اور خوشی و مسرت کی دو تقریبیں امت کو عطا کی ہیں جو اپنی معنویت کے اعتبار سے بہت اہمیت رکھتی ہیں، پہلی تقریب وہ ہے جس کو عید الفطر کہا جاتا ہے، جس کی مشروعیت ایک ماہ مسلسل روزہ رکھنے کے بعد انعام الہی کے طور پر ہوئی ہے، دوسری تقریب وہ ہے جو عید الأضحیٰ کے نام سے موسوم ہے جو ہزاروں سال پہلے اللہ تعالیٰ کے ایک محبوب و مقبول بندہ سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کی طرف سے اپنے محبوب بیٹے حضرت اسماعیل علیہ الصلاۃ والسلام کو کی جانے والی قربانی کے ایک بے مثال یادگار کے طور پر ہوئی ہے، اس عظیم بندے کا طاعت واخلاص سے بھر پور قربانی کا عظیم عمل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس قدر پسندیدہ ہوا کہ وہ ہمیشہ کے لیے طاعت واخلاص کی علامت قرار پایا اور اس کو آخری امت امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مالدار اور صاحب استطاعت افراد پر رضاء الہی کے حصول کے لیے لازم کیا گیا، اس قربانی کا فریضہ امت مسلمہ کے لیے ایک اہم عبادت کی حیثیت رکھتا ہے اور آج تک امت کے افراد حکم الہی پر عمل کرتے ہوئے اپنے اپنے مقامات پر بہت ذوق وشوق سے قربانی کرتے ہیں۔

اس دور میں مشرق سے لیکر مغرب تک زمین کا ہر خطہ مسلمانوں سے آباد ہے، عید الأضحیٰ میں ہر جگہ قربانیاں ہوتی ہیں، بعض وقت قربانی کے سلسلہ میں ان کے سامنے کچھ مسائل پیش آتے ہیں۔ ان میں سے ایک مسئلہ یہ ہی ہے کہ مشرقی ممالک اور مغربی ممالک میں عام طور پر چاند کی رویت کے اعتبار سے تاریخ میں ایک دن کا فرق ہوجاتا ہے، جس روز مشرق میں ۹ رذی الحجہ ہے اس روز مغرب میں ۱۰ رذی الحجہ ہے، یا اسی طرح کہیں ۱۲ رذی الحجہ ہے اور اسی

روز دوسری جگہ ۱۳/ذی الحجہ ہے۔

اس زمانہ میں جدید ذرائع ووسائل کی آسانی کی وجہ سے اکثر وبیشتر ایسا ہوتا ہے کہ ایک ملک کے بعض افراد کی قربانی دوسرے ملک میں ان کے اعزہ یا رفقاء کے یہاں ہوتی ہے، ایسی صورت میں دو مسئلے سامنے آتے ہیں، پہلا مسئلہ کہ جن کی طرف سے قربانی ہورہی ہے ان پر ابھی قربانی واجب ہوتی ہے یا نہیں؟ دوسرا مسئلہ کہ قربانی کی ادائیگی کے لیے قربانی کا جانور جہاں ہے اس جگہ کے وقت کا اعتبار ہوگا یا قربانی کرنے والے کی جگہ کے وقت کا اعتبار ہوگا؟ یعنی مکان اضحیہ کا اعتبار ہوگا یا مکان مضحی کا اعتبار ہوگا؟ اس سلسلہ میں اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا نے اپنے انیسویں فقہی سمینار بمقام ضلع بھروچ گجرات کا مشہور ومعروف دینی ادارہ ''جامعہ مظہر سعادت ہانسوٹ نی نی مورخہ ۱۲ تا ۱۵/فروری ۲۰۱۰ میں موضوع بحث بنایا۔ زیر نظر کتابچہ اسی سمینار میں پیش کردہ بحث وتحقیق کے مقالات کی روشنی میں افادہ عام کی غرض سے عام فہم زبان میں ان سوالوں کا جواب دینے کی کوشش کی گئی ہے۔

قربانی تعریف :

قربانی یا اضحیہ عید الاضحیٰ کے ایام ۱۰/۱۱/ ۱۲/ذی الحجہ میں سے کسی بھی دن کو ذبح کیا جائے، اس کو کہتے ہیں۔

فقہی واصطلاحی تعریف اس کی یہ کی گئی ہے :''**هی حیوان مخصوص بنیه القربة فی وقت مخصوص أو ما یذبح من النعم تقرباً إلی الله تعالیٰ فی أیام النحر**'' (ملاحظہ ہو، الفقہ علی المذاہب الأربعۃ: ۴۰۰)۔

(مخصوص جانور کو مخصوص وقت میں ثواب کی نیت سے ذبح کرنا یا اونٹ کو اللہ تعالیٰ کے تقرب کے لیے قربانی کے ایام میں ذبح کرنا ہے)۔

قربانی کی مشروعیت :

زکوٰۃ اور نماز عیدین کی طرح قربانی کی مشروعیت ۲ھ میں ہوئی، اور اس کا ثبوت کتاب وسنت واجماع امت سے ہے۔

کتاب اللہ سے دلیل اللہ کا قول : "**فصل لربک وانحر**" (سورۃ الکوثر)۔(سو تم اپنے رب ہی کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو)۔بعض مفسرین کے نزدیک (قربانی کرو) سے یہی عیدالاضحیٰ کی قربانی مراد ہے (دیکھئے: تفسیر ابن کثیر ۴/۵۵۹)۔"**والبدن جعلناها لكم من شعائر الله**" (سورۃ الحج)،(اور بدنہ کو (قربانی کے جانور) کو ہم نے اللہ تعالیٰ کے شعائر میں سے بنایا ہے) سے بھی یہی قربانی مراد ہے۔

احادیث بہت ساری ہیں مثلاً:

۱ – عن عائشة رضى الله عنها قالت :قال النبى صلى الله عليه وسلم :
"**ماعمل ابن آدم يوم النحر عملا أحب إلى الله تعالىٰ من إراقة الدم الخ** (رواہ الحاکم وابن ماجہ والترمذی)۔

(حضرت عائشہؓ سے مروی ہے ارشاد فرماتی ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ: ابن آدم کو یوم النحر میں خون بہانے (قربانی کرنے) سے بڑھ کر پسندیدہ عمل اللہ کے نزدیک کوئی نہیں ہے)۔

۲ – حضرت انسؓ کی حدیث : "**ضحى رسول الله صلى الله عليه وسلم بكبشين أملحين أمرنين، فرأيته واضعاً قدميه على صفاحهما، يسمي ويكبر فذبحهما بيده**" (رواہ الجماعۃ ورواہ احمد ایضاً عن عائشہ) ملاحظہ ہو: الفقہ علی المذاہب الأربعۃ/ ۲۶۰، الموسوعۃ الفقہیۃ ۵/۷۵-۷۶)۔

(حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو خوبصورت

وخوش رنگ سینگ والے دنبوں کی قربانی فرمائی، میں نے آپ ؐ کو ان دونوں کی کنپٹی پر اپنے پائے مبارک رکھے ہوئے دیکھا، بسم اللہ اللہ اکبر پڑھتے ہوئے آپ نے ان دونوں کو بدست خود ذبح کیا)۔

تمام مسلمانوں کا قربانی کی مشروعیت پر اتفاق ہے اور احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایام قربانی میں قربانی اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل ہے اور جس طرح کا جانور قربان کیا جائے گا وہ قیامت کے دن اسی طرح حاضر ہوگا اور اس کا خون زمین پر پڑنے سے پہلے اسے اللہ کے یہاں قبولیت کا درجہ مل جاتا ہے، نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی کے بقول : "**وفديناه بذبحٍ عظيم**" (بس ہم نے اس کے بدلے ایک عظیم قربانی عطا کی) قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت اور ان کا طریقہ ہے۔

قربانی کی حکمت:

قربانی کی مشروعیت کے مقاصد اور اس کی حکمتیں بے شمار ہیں، مثلاً:

اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں پر قربانی کے ذریعہ شکر ادا کرنا ہے، انسان کا ایک سال سے دوسرے سال تک زندہ رہنے کا شکریہ ہے، قربانی انسان کے لیے سیٔآت کا کفارہ بھی ہے، خاندان ومحلہ وقبیلہ والوں کے لیے رزق میں فراخی کا سبب بھی بنتا ہے، اس کے علاوہ دین کے لیے نفس، مال اور وقت وغیرہ کی قربانی کا جذبہ بیدار کرنا ہے، اس کے علاوہ دیگر نعمتوں کے شکرانہ کے طور پر قربانی مشروع ہوئی ہے۔

قربانی کا حکم:

قربانی کے واجب یا سنت ہونے میں فقہاء کا اختلاف ہے، حنفیہ کے نزدیک ہر سال ایک مرتبہ مقیم، صاحب استطاعت عاقل، بالغ اور اہل حضرات پر قربانی واجب ہے، امام

طحاویؒ وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک قربانی واجب ہے، اوراحناف کے نزدیک یہی مفتی بہ قول ہے، اسی پر فتوی ہے، جبکہ صاحبین (امام ابویوسف اور امام محمدؒ) اس کو سنت مؤکدہ قرار دیتے ہیں۔

امام اعظم امام ابوحنیفہؒ کے علاوہ دیگر حضرات ائمہ امام شافعیؒ امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ اس کو سنت مؤکدہ وغیرہ واجب کہتے ہیں صحابہ کرام میں سے بھی بہت سے حضرات کا یہی قول ہے۔

امام شافعیؒ کے نزدیک گھر میں اگر ایک شخص اکیلا ہے اس کے علاوہ کوئی نہیں ہے تو اس پر سنت عین ہے اور اگر گھر والے کنبہ خاندان کی شکل میں ہو تو سنت کفایہ ہے، یعنی اگر گھر کا کوئی شخص قربانی کردے تو سب کی طرف سے کافی ہوگی۔

امام ابوحنیفہ، سفیان ثوریؒ، امام اوزاعیؒ وغیرہ فقہاء کرام کے نزدیک قربانی ہر صاحب نصاب مکلف فرد پر واجب ہے (دیکھئے: المغنی ۸/۶۱۷، ادارۃ المنار بمصر الطبعۃ الثالثۃ والبدائع ۶/۶۲، المطبعۃ الجمالیۃ بمصر الطبعۃ الأولی)۔

قربانی اللہ کی ایک محبوب، پسندیدہ مطلوبہ چیز ہے اوراس کی بڑی فضیلت ہے قرآن وحدیث میں، اوراس کی بڑی قیمت ہے اللہ کے نزدیک، **عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ما من أیام العمل الصالح فیھن أحب إلی اللہ من ھذہ الأیام العشرۃ** (رواہ البخاری)۔

(حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کو جتنا زیادہ پسندیدہ عشرہ ذی الحجہ میں عمل صالح ہے، اس سے زیادہ کسی دن میں نہیں ہے۔

حضرت عائشہؓ کی حدیث **"ما عمل ابن آدم یوم النحر عملاً أحب إلی اللہ تعالیٰ من إراقۃ الدم الخ"** (رواہ الحاکم وابن ماجہ والترمذی)۔

(ابن آدم کا یوم النحر کو قربانی سے بڑھ کر پسندیدہ عمل اللہ کے نزدیک کوئی نہیں ہے)۔

اور وسعت کے باوجود قربانی نہ کرنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے مثلاً: "عن أبی ھریرۃ رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: "من کان لہ سعۃ ولم یضح فلا یقربن مصلانا"۔

(حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کو وسعت ہو اور پھر وہ قربانی نہ کریں پس وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئیں)۔

قربانی کے صحیح ہونے کی شرطیں:

قربانی کے صحیح اور درست ہونے کے لیے پہلی شرط جانور کا ان ظاہری عیوب سے محفوظ ہونا ہے جو جانوروں میں عیب اور نقص تصور کیا جاتا ہے، ان عیوب میں یہ چار متفق علیہ ہیں جن کی موجودگی میں قربانی درست نہیں ہے:

۱– کانا ہونا، ۲– بیمار ہونا، ۳– لنگڑا ہونا، ۴– بہت زیادہ لاغر کمزور پتلا دبلا مریل قسم کا ہونا ہے۔

دوسری شرط قربانی کا مخصوص وقت میں ہونا ہے، احناف کے نزدیک قربانی کا مخصوص وقت تین دن ۱۰/۱۱/ ۱۲/ذی الحجہ کے غروب آفتاب تک ہے، اس کے بعد قربانی درست نہیں ہے (دیکھئے: المغنی ۸/۶۳۸)۔

قربانی کے مکلف کے لیے شرطیں:

فقہاء کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قربانی کا مکلف مسلمان، آزاد، بالغ، عاقل، مقیم، مستطیع صاحب نصاب شخص ہے، پس جس شخص کے پاس رہائشی مکان، کھانے پینے کا سامان،

کپڑے اور روزمرہ کے استعمال کی دوسری چیزوں کے علاوہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کا نقد روپیہ کا مال تجارت یا دیگر سامان ہو اس پر قربانی واجب ہے (آپ کے مسائل اور ان کا حل ۵/۴۰۷)۔

مسافر اور نابالغ کے مکلف ہونے میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے، خلاصہ کلام کے طور پر اتنا جان لینا کافی ہے کہ احناف کے علاوہ حضرات مسافر اور غیر مسافر دونوں کے لیے قربانی مسنون قرار دیتے ہیں، جبکہ احناف کے نزدیک مسافر شخص پر قربانی نہیں ہے۔

نابالغ کے لیے قربانی اس کے ولی کے مال سے حنفیہ اور مالکیہ (حنفی مسلک اور مالکی مسلک) کے نزدیک مستحب ہے اور شوافع اور حنابلہ (شافعی مسلک اور حنبلی مسلک) کے نزدیک مستحب نہیں ہے۔

قربانی کا افضل وقت:

قربانی کے اول اور آخر وقت میں فقہاء کے کچھ جزوی اختلافات ہیں، لیکن اول دن ۱۰/ذی الحجہ کو زوال شمس سے پہلے قربانی کا سب سے افضل اور بہتر وقت ہونے پر تمام فقہاء کرام کا اتفاق ہے، اس لیے کہ وہ سنت ہے (ملاحظہ ہو: الموسوعۃ الفقہیت ۵/۹۱–۹۲)۔

فقہاء کرام کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ نماز عید سے پہلے یا عید کی رات میں قربانی جائز نہیں ہے، البتہ وہ حضرات جو شہر و قصبہ میں رہتے ہیں جن پر عیدین کی نماز واجب ہے ان کے لیے قربانی عید کی نماز کے بعد ہی جائز ہے، نماز سے پہلے نہیں، نماز کسی عذر کی وجہ سے اگر ترک ہوگئی نماز پڑھی نہ جاسکی تو ایسی حالت میں اس نماز کے بقدر وقت گزرنے کے بعد قربانی درست ہے، گاؤں اور دیہات کے وہ لوگ جن پر نماز عید واجب نہیں ہے، وہ پہلے دن فجر کے بعد قربانی کرسکتے ہیں۔

اگر یوم العید کی تعیین میں لوگوں سے غلطی ہوجائے اور وہ نماز پڑھ لیں اور قربانی کرلیں پھر یہ واضح ہوجائے کہ آج یوم عرفہ (۹رذی الحجہ) ہے تو ان کی نماز اور قربانی ہوجائے گی، اس لیے کہ اس طرح کی غلطی سے بچنا ممکن نہیں ہے، لہٰذا ایک جم غفیر کی نماز اور قربانی کو ضائع ہونے سے بچانے کے لیے جواز کا حکم لگایا جائے گا۔

ایام قربانی کب تک ہے؟

ایام قربانی تین دن میں عید کا دن (یوم النحر) اور اس کے بعد دو دن ہے۔ دلیل حضرت عمرؓ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت انس بن مالکؓ کی روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''أیام النحر ثلاثة أفضلها أولها'' (قربانی کے ایام تین دن ہیں، افضل پہلا دن ہے، حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں ''الأضحیٰ یومان بعد یوم الأضحی یعنی قربانی کا دن دو دن ہے اضحیٰ کے دن کے بعد (یعنی تین دن ہیں ۱۰/۱۱/۱۲رذی الحجہ) (رواہ مالک فی المؤطا کتاب الضحایا)۔

ڈاکٹر وہبہ زحیلی اپنی تفسیر ''التفسیر المنیر'' میں لکھتے ہیں: ''**وأیام النحر عند الحنفية والمالكية ثلاثة أيام: العاشر ويومان بعده۔ وعند الشافعي** رحمہ اللہ **: إنها أربعة العاشر وما بعده، والرأي الأول مروي عن جمع من الصحابة''**

والثاني بدليل ما روى البيهقي عن جبير بن مطعم أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: كل أيام التشريق ذبح'' وهي ثلاثة بعد يوم النحر، ولكن الإمام أحمد رحمہ اللہ **ضعف هذا الحديث''** (التفسیر المنیر ۷-۸۱/۲۰۰ سورۃ حج ویذکروا اسم اللہ فی أیام معلومات الآیۃ)۔

(حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک ایام قربانی تین دن ہیں، دسویں ذی الحجہ اور اس کے بعد کے دو دن اور امام شافعیؒ کے نزدیک چار دن ہیں اور اس کے بعد، پہلی رائے صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت سے مروی ہے اور دوسری رائے بیہقی کی روایت کردہ دلیل ثابت ہے،

حضرت جبیر بن مطعمؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تشریق کے تمام ایام قربانی کے ہیں اور یہ یوم النحر کے بعد تین دن ہیں، لیکن حضرت امام احمدؒ نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے)۔

مالکیہ اور حنابلہ (امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے مسلک) کے یہاں بھی قربانی کے تین دن ہی ہیں، اگرچہ کچھ تفصیل ضرور ہے۔

لیکن شافعیہ کے نزدیک قربانی کا وقت عید کے دن سورج نکلنے کے بعد ایک نیزہ افق میں بلندی پر چڑھ جائے، دو رکعت ہلکی اور دو مختصر خطبہ کے بقدر وقت گذر جانے سے ہوجاتا ہے، اگر اس سے پہلے جانور ذبح کرے گا تو قربانی نہیں ہوگی اور ایام تشریق کے آخری دن تک رہتا ہے، امام شافعیؒ کے نزدیک ایام تشریق دس ذی الحجہ کے بعد تین دن ہیں دلیل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: **"عرفة كلها موقف، وأيام التشريق كلها منحر"** (عرفہ کا دن مکمل ٹھہرنے کا دن ہے اور ایام تشریق مکمل قربانی کا دن ہے) (ابوداؤد)۔ ابن حبان کی روایت ہے: **"في كل أيام التشريق ذبح"** (ہر ایام تشریق میں قربانی ہے) اور مسند احمد اور دارقطنی میں ہے: **"كل أيام التشريق ذبح"** (پورا ایام تشریق قربانی کا دن ہے)۔

یہ دلیل ہے کہ ایام تشریق پورا قربانی ہے اور وہ یوم النحر کے بعد تین دن ہیں۔ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک قربانی کے تین یوم ہیں، عید کا دن اور ایام تشریق کے اول دو دن امام شافعی، امام احمد بن حنبلؒ کا قول بھی یہی ہے اور اسی کو علامہ ابن تیمیہؒ نے بھی اختیار کیا ہے، فرماتے ہیں کہ قربانی کے ایام چار ہیں، ایام تشریق کے تیسرے دن غروب شمس سے قربانی کا وقت ختم ہوجائے گا۔

یہ قول حضرت علیؓ اور ابن عباسؓ سے بھی مروی ہے، اسی طرح حضرت جبیر بن مطعمؓ، حضرت عطاءؒ، حسن بصری، عمر بن عبد العزیزؒ، سلیمان بن موسی اسدیؒ اور مکحولؒ سے بھی مروی ہے

(ملاحظہ ہو: الموسوعۃ الفقہیۃ ۵/ ۹۲)۔

قربانی کے کچھ اہم ضروری مسائل:

(۱) قربانی کن جانوروں کی جائز ہے، بکرا، بکری، مینڈھا، بھیڑ دنبہ، بیل، گائے، بھینس، بھینسا، اونٹ، اونٹنی کی قربانی درست ہے، ان کے علاوہ کسی اور جانور کی قربانی درست نہیں۔

(۲) گائے بھینس اونٹ میں اگر سات آدمی شریک ہوکر قربانی کریں تو بھی درست ہے، مگر ضروری ہے کہ کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہ ہو اور یہ بھی شرط ہے کہ سب کی نیت قربانی یا عقیقہ کی ہو، صرف گوشت کھانے کے لیے حصہ رکھنا مقصود نہ ہو، اگر ایک آدمی کی نیت بھی صحیح نہ ہو تو کسی کی بھی قربانی صحیح نہ ہوگی۔

(۳) بکری، بکرا، چھوٹا جانور ایک حصہ والا ایک سال سے کم نہ ہو، اگر ایک دن بھی کم کا ہوگا تو قربانی درست نہ ہوگی اور گائے، بھینس سات حصہ والا جانور دو سال کا کم سے نہ ہو اور اونٹ پورے پانچ سال کا ہو تو قربانی درست ہے، اس سے کم میں قربانی درست نہیں ہے۔

۴- قربانی کا گوشت تمام حصہ داروں کو برابر تقسیم ہوا گر حصہ داری ہو تو، اپنے حصہ کا گوشت خود کھائے دوست احباب میں تقسیم کرے، غریب مسکینوں کو دیں اور بہتر ہے کہ اس کے تین حصے کریں ایک اپنے لیے ایک دوست احباب، عزیز و اقارب کو دینے کے لیے اور ایک ضرورت مند ناداروں، غریبوں میں تقسیم کرنے کے لیے۔ الغرض کم از کم تہائی حصہ خیرات کردے، لیکن اگر کسی نے تہائی سے کم گوشت خیرات کیا باقی سب کھالیا یا عزیزوں کو دیدیا تب بھی گناہ نہیں۔

(۵) قربانی کی خال اپنے استعمال کے لیے رکھ سکتا ہے کسی کو ہدیہ بھی دے سکتا ہے، البتہ بیچ کر اس کی رقم استعمال میں نہیں لا سکتا، غریبوں کو صدقہ کردینا واجب ہے، غریب کو

مالک بنانا ضروری ہے، کسی ایسے ادارہ یا انجمن جو غریب کو مالک بنا کر تقسیم کرتا ہو، دیدینا باعث ثواب ہے، البتہ اگر وہ بقیہ تملیک کے رفاعی کام میں خرچ کرتا ہوتو اسے دینے سے ادا نہیں ہوگا۔

۶ – قربانی ہر صاحب نصاب شخص پر علیحدہ علیحدہ فرداً فرداً واجب ہے، کسی ایک کی طرف سے یا گھر کے اکابر اور بڑوں کی طرف سے کر دینے سے باقی حضرات جن پر واجب ہے، بری نہ ہوں گے۔

۷ – اگر مقروض شخص جس پر قرض ہو اگر قرض سے زائد اتنا مال ہو کہ نصاب کو پہنچ جاتا ہوتو قربانی واجب ہے، ورنہ نہیں (دیکھئے آپ کے مسائل اور ان کا حل صفحہ: ۴۱۰ تا ۴۲۵ جلد ۵)۔

قربانی کا وقت گزر جائے تو کیا کرے؟

چونکہ قربانی میں قربت وتقرب اجر وثواب خون بہا کر حاصل ہوتا ہے اور اس کے ذریعہ تقرب ہونے کا راز نہیں سمجھا جاسکتا ہے، لہٰذا اس کے ذریعہ تقرب ہونے میں اکتفا اسی وقت پر کیا جائے گا۔ شارع نے اس کو جس وقت کے ساتھ مخصوص کر دیا ہے وہ وقت گزر جانے یا فوت ہوجانے کی صورت میں قربانی کی قضا نہیں کی جائے گی، بلکہ بعینہ بکری کو زندہ صدقہ کرنے کی طرف تقرب منتقل ہوجائے گا، یا اس کی قیمت یا کسی بھی ایسے جانور کی قیمت کا صدقہ کرنا ہوگا جس کی قربانی درست ہے (الموسوعۃ الفقہیۃ ۵/ ۹۴)۔

قربانی کے لیے وقت نفس وجوب کا سبب ہے یا وجوب ادا کا؟

قربانی کا وقت قربانی کے لیے وجوب کا سبب ہے یا وجوب ادا کا؟ اس بات کی تحقیق اس وجہ سے اہمیت رکھتی ہے کہ قربانی کے وقت کو اگر نفس وجوب کا سبب قرار دیا جائے تو چونکہ سبب نفس وجوب پائے جانے سے پہلے ذمہ میں وجوب ثابت نہیں ہوتا اور ذمہ میں وجوب

ثابت ہونے سے پہلے ادائیگی درست نہیں ہوتی، اس لیے جب تک مضحی اور مؤکل کے ذمہ قربانی کا وجوب ثابت نہ ہو، یعنی اس کے مقام پر دسویں ذی الحجہ کی فجر طلوع نہ ہو تب تک اس کی طرف سے قربانی کی ادائیگی درست نہ ہوگی چاہے وکیل اور اضحیہ کے مقام پر ایام قربانی موجود ہو، جیسا کہ زکوۃ کے سبب نفس وجوب، یعنی ملک نصاب پائے جانے سے پہلے زکوۃ کی ادائیگی درست نہیں ہوتی اور اگر قربانی کے لیے وقت کو وجوب اداء کا سبب قرار دیا جائے اور نفس وجوب کا سبب مال اور غنا کو تسلیم کیا جائے تو چونکہ وجوب ادا کا سبب پائے جانے سے پہلے ہی مأمور بہ کی ادائیگی درست ہوتی ہے، اس لیے مضحی (قربانی کرنے والے) اور مؤکل کے مقام پر قربانی کے ایام نہ آئے ہوں، دسویں ذی الحجہ کی فجر طلوع نہ ہوئی ہو تب بھی اس کی طرف سے قربانی کی ادائیگی درست ہوگی بشرطیکہ اضحیہ اور وکیل کے مقام پر ایام اضحیہ موجود ہو، جیسا کہ مالک نصاب ہوجانے کے بعد وجوب ادا کا سبب ''حولان حول نامی سے پہلے زکوۃ کی ادائیگی درست ہے اور جیسا کہ یوم الفطر سے پہلے صدقۃ الفطر کی ادائیگی درست ہے، اس سلسلہ میں متقدمین ومتأخرین ومعاصرین فقہاء وعلماء کرام کا تین نقطہ نظر ہے اور اب تک یہ مسئلہ مختلف فیہ چلا آرہا ہے۔

(۱) پہلا نقطہ نظر: یہ ہے کہ قربانی کے لیے وقت نفس وجوب کا سبب ہے اور وجوب ادا کا سبب بھی ہے، یعنی قربانی واجب ہونے کا سبب بھی وقت ہی ہے اور ادا کرنے کا وقت بھی متعین ہے۔ ان کے دلائل یہ ہیں:

۱- ''سبب وجوب الأضحية الوقت وهو أيام النحر'' (فتح القدیر)۔

(قربانی کے واجب ہونے کا سبب وقت ہے اور وہ ایام النحر کا دن ہے)۔

۲- ''سببها الوقت وهو أيام النحر'' (مجمع الانہار: ۲/۵۱۶)۔

(قربانی کا سبب وقت ہے اور وہ ایام النحر ہے)۔

۳–"الوقت کما هو شرط الوجوب فهو شرط جواز إقامة الواجب کوقت الصلاة" (بدائع الصنائع ۴/۲۱۱، زکریا دیوبند)۔

(وقت جیسا کہ قربانی کو واجب کرنے کا سبب ہے، پس وہ اداء وجوب کا سبب بھی ہے، جیسا کہ نماز)۔

(۲) دوسرا نقطہ نظر: یہ ہے کہ قربانی کے لیے وقت وجوب اداء کا سبب ہے۔ان کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

(الف) شرط الیسار لقوله صلی الله علیه وسلم من وجد سعة ولم یضح فلا یقربن مصلانا" "یدل علی الوجوب بالسعة ولا سعة للفقیر" (بنایہ ۱۱/۴)۔

(مالداری (صاحب نصاب) کی شرط آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حدیث پاک کی وجہ سے لگائی گئی ہے کہ "جس کے پاس مال ہو، وسعت ہو، اس کے باوجود وہ قربانی نہ کریں، پس وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئیں نی نی یہ حدیث وسعت پر قربانی کے وجوب ہونے کو دلالت کرتی ہے اور فقیر مسکین کے لیے وسعت نہیں ہے)۔

(۳) تیسرا نقطہ نظر: یہ ہے کہ وقت قربانی کے لیے نفس وجوب کا سبب ہے۔ان کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

(الف) "سببها طلوع فجر یوم النحر" (تکملۃ البحر: ۸/۳۲۷، زکریا بکڈپو دیوبند)۔

(قربانی کا سبب قربانی کے دن کا فجر کا طلوع ہونا ہے)۔

(ب) "سببها الوقت وهو أیام النحر" (درمع الرد ۹/۴۵۳، زکریا بکڈپو دیوبند)۔

(اس کا سبب وقت ہے اور وہ ایام النحر قربانی کا دن ہے)۔

خلاصہ کلام یہ کہ قربانی کا سبب وجوب وقت بھی ہوسکتا ہے اور غنی، نصاب اور وسعت بھی ہوسکتی ہے، دونوں کا امکان ہے اور احتمال بھی ہے۔

مندرجہ ذیل تمہید وبحث ونظر کے بعد موجودہ دور میں ایک اہم اور ضروری مسئلہ سامنے آتا ہے کہ ایام قربانی میں مقام قربانی کا اعتبار ہوگا یا اس مقام کا جہاں قربانی کرنے والا مقیم ہو؟ اس کے جواب میں آنے سے پہلے مسئلہ کی وضاحت کے لیے تھوڑی تمہیدی بحث ہے۔

ایام قربانی میں مقام قربانی کا اعتبار ہوگا یا اس مقام کا جہاں قربانی کرنے والا مقیم ہو؟

قربانی کے واجب ہونے کے لیے دو باتیں بنیادی اہمیت کی حامل ہیں، اول یہ کہ جس شخص کو قربانی کرنی ہے، اس سے وجوب متعلق ہو چکا ہو اور یہ وجوب متعلق ہوتا ہے۔ دس ذی الحجہ کی صبح طلوع ہونے کے بعد، دوسرا اصول یہ ہے کہ قربانی اس کے مقررہ اوقات ہی میں دی جاسکتی ہے جو دس ذی الحجہ کی صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اور حنفیہ اور جمہور کے قول کے مطابق ۱۲/ ذی الحجہ کے غروب آفتاب تک باقی رہتا ہے۔

موجودہ دور میں ذرائع ابلاغ کی ترقی نقل وحمل کی آسانی کی وجہ سے انسان کے لیے یہ معلوم کرنا آسان ہو گیا ہے کہ فلاں علاقے میں دس ذی الحجہ کی صبح ہو چکی ہے اور فلاں علاقے میں شروع نہیں ہوئی ہے۔

سوال یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ایسے علاقے میں رہتا ہے جہاں ابھی دس ذی الحجہ کی صبح نہیں ہوئی ہے اور مثلاً ہندوستان میں صبح ہو چکی ہے تو کیا اس شخص کی قربانی ہندوستان میں ہو سکتی ہے، جبکہ بظاہر ابھی مذکورہ شخص سے قربانی کا حکم متعلق ہی نہیں ہوا ہے۔

مسئلہ کا دوسرا رخ یہ ہے کہ ہندوستان میں جہاں قربانی کرائی جارہی ہے ۱۲/ ذی الحجہ کا آفتاب غروب ہو چکا ہے، لیکن جو شخص قربانی کرا رہا ہے اس کے یہاں ابھی بارہ تاریخ کی صبح یا دوپہر ہے، تو کیا ۱۳/ ذی الحجہ کو ہندوستان میں اس کی طرف سے قربانی کی جاسکتی ہے؟

چونکہ برصغیر ہندو پاک وایشیائی مما لک کے تارکین وطن بکثرت مغربی یورپی مما لک میں آباد ہیں، ان ملکوں میں بعض اوقات قربانی کرنا دشوار ہوتا ہے، نیز ان کے آبائی وطن میں مستحقین زیادہ ہیں، اس لیے وہ چاہتے ہیں کہ ان علاقوں میں قربانی ہوجائے، چنانچہ اس طرح کے مسائل کثرت سے پیش آرہے ہیں۔

اسی پس منظر میں ''اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا نئی نے اپنے انیسویں فقہی سمینار منعقدہ بانسوٹ گجرات میں اپنے اکابر سرپرستوں اور اکابر علماء ومفتیان کرام کے مشورے سے اس عنوان کو بھی موضوع بحث بنایا۔ چنانچہ چند اہل علم اور مفتیان کرام کا اختلاف رہا،لیکن عمومی طور پر حاضرین کا رجحان اور رائے یہی تھی کہ قربانی کے درست ہونے کے لیے ضروری ہے کہ جو شخص قربانی کر رہا ہو، وجوب اس سے متعلق ہوچکا ہو اور جہاں قربانی کی جارہی ہو، وہاں ضروری ہے کہ قربانی کا وقت ختم نہ ہوا ہو، یعنی ۱۲/ذی الحجہ کا سورج غروب نہ ہوا ہو، چنانچہ اس اہم موضوع سے متعلق ''اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا نی کے فیصلہ مندرجہ ذیل سطروں میں مذکور ہیں:

اسلامک فقہ اکیڈمی کا فیصلہ:

اس موضوع کے لیے درج ذیل تجاویز پاس کی گئیں:

جو شخص قربانی کا وکیل بنا رہا ہے وہ الگ مقام پر ہو اور جہاں قربانی کی جارہی ہو وہ الگ مقام ہو تو اوقات قربانی کی ابتداء وانتہا کے سلسلہ میں مقام قربانی کا اعتبار ہوگا، بشرطیکہ جس شخص کی طرف سے قربانی کی جارہی ہے، اس پر دس ذی الحجہ کی صبح صادق طلوع ہوگئی ہو: لہذا:

الف : جس شخص کی طرف سے قربانی کی جارہی ہے اگر اس کے یہاں ۱۰/ذی الحجہ شروع

نہیں ہوئی تو اس کی طرف سے قربانی نہیں کی جاسکتی، اگرچہ قربانی کئے جانے کے مقام پر اس دن ۱۰ ؍ ذی الحجہ ہو۔

ب : جس شخص کی طرف سے قربانی کی جارہی ہے اگر اس کے یہاں ۱۲ ؍ ذی الحجہ کا غروب آفتاب ہوچکا ہے، لیکن جہاں قربانی ہورہی ہے وہاں ابھی ۱۲ ؍ ذی الحجہ باقی ہے تو اس کی جانب سے قربانی کرنا درست ہے۔

ج : جس شخص کی طرف سے قربانی کی جارہی ہے اس کے مقام پر ۱۲ ؍ ذی الحجہ کی تاریخ ہے اور جہاں قربانی کی جارہی ہے وہاں ۱۲ ؍ ذی الحجہ گزر چکی ہے تو اب وہاں قربانی کرنا درست نہیں ہے۔

فقہ اکیڈمی کے فیصلے قرآن وحدیث واقوال ائمہ کی روشنی میں:

(الف) ''جس شخص کی طرف سے قربانی کی جارہی ہے اگر اس کے یہاں ۱۰ ؍ ذی الحجہ شروع نہیں ہوئی تو اس کی طرف سے قربانی نہیں کی جاسکتی، اگرچہ قربانی کئے جانے کے مقام پر اس دن ۱۰ ؍ ذی الحجہ ہونی نی قربانی کرنے والا اور جس جگہ قربانی کی جارہی ہے دونوں جگہ کے وقت کا اعتبار ہوگا۔ دونوں جگہ قربانی کا یوم النحر ہوچکا ہو اس وقت قربانی کروانا صحیح ہوگا، کیونکہ ایک ہے نفس وجوب اور دوسرا ہے وجوب ادا، اول کا تعلق شخص، یعنی مضحی (جس کی طرف سے قربانی کی جارہی ہے) سے ہے اور دوسرے کا تعلق جانور، یعنی اضحیہ سے ہے، لہٰذا وجوب قربانی کے بارے میں مضحی کے مقام کا اعتبار ہوگا، یعنی اس کے یہاں دسویں ذی الحجہ کی فجر طلوع ہونے کی وجہ سے اس پر قربانی واجب ہوچکی ہو، اسی طرح وجوب ادا کے بارے میں مقام اضحیہ کا اعتبار ہوگا یعنی جہاں قربانی کی جارہی ہے وہاں دسویں ذی الحجہ کی فجر طلوع ہوچکی ہو، پھر اگر مقام اضحیہ شہر ہے تو عید کی نماز بھی ہوچکی ہو اور دیہات ہو تو مطلق فجر طلوع ہوچکی ہو،

اس سلسلہ میں فقہاء کرام کے دلائل واقوال مندرجہ ذیل ہیں:

۱– "لا وجوب قبل الوقت" (فتاوی شامی ۹ر ۴۲۴)، (وقت سے پہلے قربانی واجب نہیں ہوتا)۔

پس جب واجب نہیں ہوتا تو اس کا ادا کرنا بھی درست نہیں ہوگا۔

۲– سبب وجوب کے پائے جانے سے پہلے عبادت (مامور بہ) کا ادا کرنا درست نہیں ہوتا اور عبادت ادا کرنے کی صورت میں وجوب ذمہ سے ساقط نہیں ہوتا، جیسے وقت ہونے سے پہلے نماز پڑھنا اور صاحب نصاب ہونے سے پہلے زکوۃ دینا، چونکہ قربانی کا وقت قربانی کے وجوب کے لیے سبب ہے، اس لیے جب مؤکل پر ۱۰ر ذی الحجہ کی صبح طلوع نہیں ہوتی ہے تو اس پر ابھی قربانی کا ذمہ عائد نہیں ہوا ہے۔

لہٰذا اس کی جانب سے کسی ایسی جگہ پر رہنے والے وکیل کا قربانی کرنا جہاں یوم النحر کی صبح صادق طلوع ہو چکی ہو درست نہیں ہوگا، مثلاً اگر ہندوستان میں ۹ ذی الحجہ ہے اور سعودی عرب ۱۰ر ذی الحجہ ہے تو ہندوستانی کا سعودی میں قربانی کروانا درست نہ ہوگا، اصول فقہ کا قاعدہ ہے **تقديم المسبب على السبب لايجوز أصلا** (نور الانور ۱۵۷)، (مسبب کا سبب سے مقدم کرنا جائز نہیں ہے، حقیقۃً)۔

۳– حدیث میں مروی ہے: **"الصوم يوم تصومون، والفطر يوم تفطرون والأضحى يوم تضحون"** (سنن ترمذی کتاب الصوم حدیث: ۶۹۲)۔ (روزہ اسی دن کا ہوتا ہے جس دن رکھے جاتے ہیں اور عید اسی دن ہوتی ہے جس دن کئے جاتے ہیں اور قربانی اسی دن کی جاتی ہے جس کی ہوتی ہے)۔

(ب) جس شخص کی طرف سے قربانی کی جارہی ہے اگر اس کے یہاں ۱۲ ذی الحجہ کا غروب آفتاب ہو چکا ہے، لیکن جہاں قربانی ہو رہی ہے وہاں ابھی ۱۲ ذی الحجہ باقی ہے تو اس کی

جانب سے قربانی کرنا درست ہے۔

مثلاً اگر ایک شخص سعودی کا باشندہ ہے اس کے یہاں یوم النحر قربانی کے تینوں دن گزر گئے ہیں لیکن ابھی ہندوستان میں باقی ہے آخری دن ہے تو کیا اس شخص کی طرف سے ہندوستان میں قربانی کرنے سے وجوب ساقط ہوجائے گا؛ درست ہے؟

فقہاء کرام نے اس صورت کو جائز قرار دیا ہے، قربانی درست ہوجائے گی۔ ان حضرات کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

(لف) **"المعتبر فی ذل مکان الأضحیة"** (البحر الرائق: ۳۲۱/۸، ہدایہ مع الفقہ والکفایۃ: ۴۳۱/۸، بدائع: ۲۱۳/۴، درمع الرد: ۴۶۱/۹)۔

(قربانی میں اعتبار مقام اضحیہ (جس جگہ قربانی کی جارہی ہے) اس جگہ کا اعتبار ہوگا۔

(ب) **ثم المعتبر فی ذلک أی فی الذبح مکان الأضحیة** (البنایہ شرح الهدایہ ۲۴/۱۲)۔

(جانور کو ذبح کرنے میں اس جگہ کا اعتبار ہوگا جس جگہ ذبح کیا جائے گا)۔

(ج) **"والمعتبر مکان الأضحیة لا مکان من علیه"** (الدرالمختار مع ردالمختار ۳۸۶/۹)۔

(قربانی کے جانور کی جگہ کا اعتبار ہوگا، نہ کہ اس جگہ کا جہاں قربانی کرنے والا مقیم ہے)۔

اس کے علاوہ اور بھی بہت سے دلائل ہیں جو کہ فقہ کی بہت ساری کتابوں میں مذکور ہیں وہ بھی ان ہی دلائل سے ملتی جلتی عبارتیں ہیں جس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ مندرجہ صورت میں قربانی کرنے سے وجوب ساقط ہوجائے گا اور قربانی درست ہوگا۔

(ج) جس شخص کی طرف سے قربانی کی جارہی ہے اس کے مقام پر ۱۲ ذی الحجہ کی

تاریخ ہے اور جہاں قربانی کی جارہی ہے وہاں ۱۲ ذی الحجہ گزر چکی ہے تو اب وہاں قربانی کرنا درست نہیں ہے۔

اس تیسرے مسئلہ کے دلائل میں بھی وہی دلائل ذکر کئے جاتے ہیں جو دوسرے مسئلہ میں وارد ہیں جس کو اختصار کے پیش نظر دوبارہ ذکر کرنا ضروری نہیں ہے، پس آغاز قربانی کے لیے تو ضروری ہے کہ مضحی کے یہاں ۱۰رذی الحجہ کی فجر طلوع ہوچکی ہو، مگر اختتام وقت قربانی میں مقام قربانی کا اعتبار ہوگا، پس اگر قربانی کی جانے والی جگہ پر اگر ایام قربانی ختم ہو گئے ہیں تو قربانی درست نہ ہوگا۔

قربانی کے ایام ختم ہوجانے کے بعد قربانی کی قضاء؟

اگر کسی شخص نے قربانی کا جانور قربانی کی نیت سے خریدا یا خریدوایا، لیکن کسی مجبوری کی وجہ سے قربانی نہ کرسکا ایام قربانی ختم ہو گئے تو اس پر زندہ جانور کو صدقہ کرنا واجب ہوگا۔

علامہ حصکفیؒ فرماتے ہیں:

"ولو تركت التضحية ومضت أيامها تصدق بها حية ناذر" (الدر المختار مع الرد المختار ۸ر۳۸۸)۔

(اگر قربانی چھوڑ دی گئی اور قربانی کے ایام گزر گئے تو نذر کے طور پر زندہ جانور صدقہ کریں اور اگر جانور کی قیمت کا صدقہ کرتا ہے تو بھی کافی ہے)۔

"وإذا مضى أيام النحر, فقد فاته الذبح" لأن الإراقة إنما عرفت في زمان مخصوص، ولكن يلزمه التصدق بقيمة الأضحية، إذا كان ممن يجب عليه الأضحية" (المحیط البرہانی ۶ر۴۷۷)۔

(اور جب قربانی کا دن گزر جائے تو پس قربانی چھوٹ گئی، کیونکہ قربانی نام ہے ایام مخصوص (۱۰ر۱۱ر۱۲رذی الحجہ) میں جانور کے خون بہانے کا، لہذا اب قربانی کے جانور کی

قیمت واجب ہوگی اگراس پر قربانی واجب تھی تو۔

دیارعیدمیں قربانی کےسلسلہ میں ایک ہدایت :

برصغیر ہندوپاک وبنگلہ دیش کے بہت سارے احباب بیرون مما لک میں آباد ہیں یا بغرض تجارت مقیم ہیں، ان کے عزیز واقارب رشتہ دار وغیرہ سب اپنے آبائی وطن میں سکونت پذیر ہیں۔ وہ حضرات قربانی کے دنوں میں چاہتے ہیں کہ اپنے حصہ کی قربانی اپنے علاقہ میں کریں کچھ اپنے اقارب ورشتہ داروں کی محبت میں اور کچھ علاقائی فقروفاقہ، غربت کی شفقت میں ایسا کرتے ہیں اور بھی کچھ مصلحتیں اور حکمتیں ہوتی ہیں، لیکن الحمداللہ یہ جذبہ اور طریقہ قابل ستائش ہے، کیونکہ ان ملکوں میں عموماً قربانی کا مصرف کم ہے اوران کے آبائی وطن ومما لک میں اس کا مصرف زیادہ ہے اس سے علاقائی فقروفاقہ کوختم کرنے میں کچھ نہ کچھ تقویت حاصل ہوتی ہے، ایسی صورت میں بہتر ہے کہ وہ حضرات اپنے وکیلوں کواس بات کا پابند بنائیں کہ ہمارے جانور کواس دن ذبح کریں جس دن ہمارے یہاں بھی ایام النحر ہو، تا کہ وہ قربانی بالاتفاق ہو، صحیح ہواورعنداللہ بھی مقبول وماٴ جور ہو۔

الحمدللہ ان سب مسائل پر ہمارے علماء کرام اور مصلحین عظام برابرنظر رکھتے ہیں اور وقتاً فوقتاًامت کی رہبری ورہنمائی کرتے رہتے ہیں اور جب بھی کوئی نیا مسئلہ یا پیچیدہ مسئلہ امت کو درپیش آتا ہےتوعلماء کرام اجتماعی طور پر یکجا بیٹھ کراس مسئلہ کاحل قرآن وحدیث قیاس واجماع اورعلماء اسلاف کے اقوال کی روشنی میں حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، جس کے لیے مستقل طور پر الحمداللہ بڑی بڑی کمیٹیاں اوراکیڈمیاں بنی ہوئی ہیں، ان ہی کمیٹی میں ایک ’’المجمع الفقہ الاسلامی بالہند نئی (آل انڈیا اسلامک فقہ اکیڈمی) کا قیام بھی ہےجس میں اول روز سے ہی نئے پیچیدہ مسائل پر بحث ومباحثہ، غور وفکر، تدبر وحکمت سے تمام علماء کوجمع کرکے مقالے

لکھوا کر اس مسئلہ کا حل نکالا جاتا ہے اور امت کی رہنمائی کی جاتی ہے۔ اس اکیڈمی کے تحت بے شمار مسائل کا حل امت کو قرآن واحادیث کی روشنی میں ملا ہے اور مل رہا ہے۔

چنانچہ قربانی کرنا اور کروانا، یعنی ایک ملک میں رہنے والے شخص کا دوسرے ملک میں قربانی کروانا اگر کچھ ایام النحر میں آگے پیچھے ہوجائے تو کیا حکم ہے؟ ظاہر سی بات ہے زمانہ قدیم میں اس طرح کے مسائل کا تصور مشکل تھا، لیکن آج کی تیز رفتار دنیا نے انسان کو ایک کونے سے دوسرے کونے پر پہنچا دیا ہے جس کی وجہ سے آج یہ ایک نیا پیچیدہ مسئلہ بن گیا، جس پر الحمد اللہ فقہ اکیڈمی نے توجہ دیا اور اس کو اپنے مباحث میں زیر بحث لاکر علماء کرام، مفتیان عظام سے مقالے لکھوا کر بحث ومباحثہ کرانے کے بعد قرآن وسنت اور اجماع وقیاس کی مکمل رعایت کرتے ہوئے مسئلہ کا حل ڈھونڈھ نکالا اور اس طرح امت کی رہنمائی اور رہبری کا کام انجام دیا ہے۔

زیر نظر کتابچہ میں اس مسئلہ کی تلخیص پیش خدمت ہے جو کہ عامۃ الناس کے ذہن وزبان کو سامنے رکھتے ہوئے کی گئی ہے، مزید اس کی تفصیلی بحث میں جو حضرات جانا چاہتے ہیں ''اسلامک فقہ اکیڈمی نی نی کے فیصلہ پر نظر ڈالیں جو کہ الحمد اللہ ایک کتابی شکل میں اکیڈمی نے تمام مقالات اور مکمل بحث کو یکجا کرکے شائع کیا ہے، جس کا نام ''قربانی کے ایام واوقات نی نی ہے، ایفا پبلیکیشنز نئی دہلی سے شائع ہوئی ہے، کتاب ۳۴۰ صفحہ کی ہے قیمت ۱۳۰ روپئے ہیں جس میں پیش لفظ، مقدمہ کے ساتھ تمہیدی امور میں اکیڈمی کے فیصلے اور سوالنامہ وتلخیص مقالات اور عرض مسئلہ کا تذکرہ ہے اور اس کے بعد ۲۰ عدد تفصیلی مقالات ہیں اور ۲۰ عدد مختصر مقالات شامل ہیں اور ۶ عدد تحریری آراء اور آخر میں اختتامی امور ومناقشہ ہے جس میں علماء کرام کے بحث ومباحثہ اور سوالات وجوابات کو درج کیا گیا ہے، گویا کہ یہ کتاب مسئلہ بالا پر تفصیلی دلائل کا ایک انمول تحفہ ہے، جو حضرات تفصیلی بحث ونظر چاہتے ہیں ان کے